Regd. No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ

یوم: پنجشنبہ * ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ | ۱۱ تبلیغ ۱۳۳۴ہش * ۱۱ فروری ۱۹۵۵ء | نمبر ۳۶

تعلیم الاسلام کالج کے آل پاکستان تقریری مقابلے کامیابی کیساتھ اختتام پذیر ہوگئے

اردو مباحثہ میں ٹرافی اسلامیہ کالج گوجرانوالہ نے جیتی۔ اول انعام مرے کالج کے ارشاد حسین کاظمی نے حاصل کیا

ربوہ ۱۰ فروری۔ تعلیم الاسلام کالج یونین کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے آل پاکستان بین الکلیاتی مباحثے کل شام کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئے۔ کل کی نشست اردو مباحثہ کے لئے مخصوص تھی۔ چنانچہ پاکستان کے سات مختلف کالجوں کی ٹیموں نے اس میں شریک ہوکر زیر بحث موضوع "قومی ترقی کا انحصار افراد کی بجائے نظریات پر ہے" کے دونوں پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی۔ اول انعام مرے کالج سیالکوٹ کے مسٹر ارشاد حسین کاظمی نے حاصل کیا۔ دوم انعام کے حقدار اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے مسٹر حمید ملک قرار پائے اور سوم انعام گورنمنٹ کالج سرگودھا کے مسٹر حسن اختر کے حصہ میں آیا۔ مجموعی لحاظ سے میدان اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے ہاتھ رہا۔ اور ٹرافی اس کی ٹیم نے ہی جیتی۔ علاوہ ازیں تعلیم الاسلام کالج کے مسٹر حفیظ عمر نے جنہوں نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے بحث کا آغاز کیا تھا مسٹر حمید ملک کے ساتھ دوسری پوزیشن حاصل کی لیکن کالج کی ٹیم انعامی مقابلہ میں شریک نہیں تھی۔ اس مباحثہ میں جو حسب معمول کالج یونین کے وائس پریذیڈنٹ مسٹر خالد بشیر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ منصفی کے فرائض ڈاکٹر عابد احمد علی صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا، مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ اور صاحبزادہ میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم اے نے ادا کئے۔ مباحثہ کے اختتام پر تقسیم انعامات کی رسم انڈونیشیا کے مشہور مبلغ اسلام مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ بعدہٗ کالج یونین کی طرف سے مہمانوں کے اعزاز میں ایک پرتکلف عشائیہ دیا گیا۔ جس میں مہمان طلبہ کے علاوہ بعض دوسرے کالجوں کے ممبران اسٹاف اور دیگر احباب بھی شریک ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ ۱۰ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

"صحت اچھی ہے"

الحمد للہ

مسٹر مالنکوف کو روس کا نائب وزیر اعظم اور مارشل زوخوف کو وزیر دفاع مقرر کر دیا گیا

روس فارموسا کے قضیہ میں چین کی حمایت کریگا۔ نئے روسی وزیر اعظم مارشل بلگانن کا اعلان

ماسکو ۱۰ فروری۔ مسٹر مالنکوف کو روس کا نائب وزیر اعظم اور مارشل زوخوف کو وزیر دفاع مقرر کیا گیا ہے۔ مارشل زوخوف کی عمر اس وقت ۵۸ سال ہے۔ وہ گزشتہ جنگ عظیم میں روس کی بڑی افواج کے نامی کمانڈر تھے اور ہٹلر کی افواج کو شکست دینے کا سہرا انہی کے سر تھا۔ روس کے نئے وزیر اعظم مارشل بلگانن نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد کل اپنی پہلی تقریر میں (جو انہوں نے سپریم سوویٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں کی) اعلان کیا کہ روس قضیۂ فارموسا کے بارے میں چین کی مکمل حمایت کرے گا۔

انہوں نے روس کی خارجہ پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے امریکی پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ اور اسے امن عالم کے لئے خطرناک قرار دیا۔ دوران تقریر میں انہوں نے کہا کہ حکومت بھاری صنعتوں کو مزید ترقی دینے پر اپنی پوری توجہ مرکوز رکھے گی کیونکہ یہ صنعتیں روس کے دفاعی انتظامات کی بنیاد ہیں انہوں نے اس امر پر بھی زور دیا کہ روس تمام ملکوں سے تجارتی تعلقات بڑھانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کو بروئے کار لانے اور روسی عوام کی حالت کو بہتر بنانے کا پورا پورا یقین دلایا۔

چین میں تنظیم نو کے تحت لازمی فوجی بھرتی شروع کرنیکا فیصلہ

۵۰ لاکھ رضاکار فوج کی بجائے عنقریب ایک نئی فوج تیار کی جائیگی

پیکنگ ۱۰ فروری۔ کمیونسٹ چین کی حکومت نے فوج کی تنظیم نو کا ایک وسیع پروگرام مرتب کیا ہے جس کے تحت عنقریب ملک بھر میں لازمی فوجی بھرتی شروع کی جائے گی۔ حکومت چین کے ایک ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ چین موجودہ ۵۰ لاکھ رضاکار فوج کی جگہ ایک نئی فوج ترتیب دینا چاہتا ہے۔ جو ہر لحاظ سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ منظم اور طاقتور ہوگی اور عظیم سے عظیم خطرے کا بآسانی مقابلہ کر سکے گی۔

چین کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق حکومت چین نے امریکہ کو پھر متنبہ کیا ہے۔ کہ اگر امریکی ہوائی جہازوں نے چینی علاقے پر پرواز کی۔ تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہونگے۔ پیکنگ ریڈیو کا کہنا ہے کہ کل پھر دو ہوائی جہاز چینی علاقے پر پرواز کرتے ہوئے دیکھے گئے۔

روسی قیادت میں تبدیلی کی وجہ سے امریکی پالیسی میں کوئی فرق نہیں آئیگا

واشنگٹن ۱۰ فروری۔ صدر آئزن ہاور نے کل اپنی پریس کانفرنس میں اخبار نویسوں کے متعدد سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ روسی قیادت میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں اس کی وجہ سے امریکہ کی خارجہ پالیسی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ دنیا میں جمہوری اقدار کی سربلندی اور قیام امن کے لئے امریکہ کی کوششیں اور قیام امن مساعی بدستور جاری رہینگی۔ انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ چین سے یہ امید رکھنا کہ وہ از خود جنگ بند کر دے گا بے سود ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جزائر تاچین کے انخلا کا کام تیز رفتاری سے جاری ہے۔ اب تک کمیونسٹوں کی طرف سے اس میں کوئی مداخلت نہیں کی گئی ہے۔ امید ہے کہ انخلاء کا کام جلد مکمل ہو جائیگا۔

وزیر زراعت نے بلوچستان کا دورہ مکمل کر لیا

کوئٹہ ۱۰ فروری۔ وزیر زراعت جناب غیاث الدین پٹھان نے بلوچستان اور بلوچستان کی ریاستی یونین کا دورہ مکمل کر لیا ہے۔ کل انہوں نے مقامی لوگوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی حکومت نے بلوچستان کی حکومت کو ایک لاکھ من گیہوں حاصل کرنے کے لئے دس لاکھ روپیہ دیا ہے۔ انہوں نے عوام کو یقین دلایا کہ مرکزی حکومت کم ترقی یافتہ علاقوں اور خصوصاً بلوچستان کے لوگوں کی فلاح و بہبود کا پورا خیال رکھے گی۔ وزیر زراعت نے بلوچستان میں تعلیمی ترقی کے لئے اپنی جیب خاص سے پانچ سو روپے کے عطیہ کا بھی اعلان کیا۔

* نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارتی حکومت نے حکومت پاکستان کو یہ تجویز بھیجی ہے کہ دونوں ملکوں کے وزراء اعظم کی ملاقات سے قبل راہبر کمیٹیوں کے جو اجلاس ہو رہے ہیں وہ ۲۸ فروری کی بجائے اگلے ماہ کی یکم تاریخ سے شروع کئے جائیں۔

نئی دہلی ۱۰ فروری۔ صوبہ دہلی کی کانگریس اسمبلی پارٹی نے اپنا نیا لیڈر منتخب کیا ہے۔ چنانچہ موجودہ وزیر اعظم نے استعفیٰ دے دیا ہے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۵۵ء

احمدیہ لٹریچر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد جیسا کہ حضور کی تصنیفات کے حرف حرف سے ظاہر ہوتا ہے اسلام کی تعلیم کو از سر نو دلوں میں زندہ کرنا باری تعالےٰ کی توحید قائم کرنا اور خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو دنیا میں اجاگر کرنا ہے

حضور اقدس علیہ السلام کا مقصد حیات ہی تبلیغ اسلام تھا۔ آپ نے اپنی آخری سانس تک اسی مقصد کی تکمیل کے لئے کوشش فرمائی۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ نے جماعت احمدیہ اسی غرض کے لئے کھڑی کی۔ تاکہ یہ سلسلہ آپ کی حیات مادی کے بعد بھی ہمیشہ تک جاری رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے حضور کے بعد آپ کے خلفاءؓ نے بھی اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا ہے۔ اور دن رات اسی فکر میں لگے رہے ہیں۔ آپ کے صحابہ اور دوسرے افراد جماعت بھی اپنی اپنی وسعت و استعداد کے مطابق یہی کام کئے چلے جاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ جب تک اللہ تعالےٰ کی مدد شامل حال ہے جماعت اپنا فرض ادا کرتی چلی جائے گی

افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے غلط فہمی سے اور بعض نے دیدہ دانستہ جماعت احمدیہ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کی شروع ہی سے کوشش جاری رکھی ہے۔ اور حضور اقدس علیہ السلام۔ حضور کے خلفاء اور دیگر علمائے جماعت کی تصنیفات سے ادھورے اور کانٹ چھانٹ کئے ہوئے اقتباسات اور حوالے اس طرح عوام کے سامنے پیش کئے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ جس سے جماعت اور بانیٔ جماعت علیہ السلام کے متعلق غلط تصور اور ان کے دلوں میں جماعت کے خلاف نفرت پیدا ہو:

اس سے جماعت کے اغراض ومقاصد پر ضرور پردہ پڑتا ہے۔ اور اکثر لوگ صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ مگر اس سے ایک بڑا فائدہ بھی ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں تحقیق کی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اصل لٹریچر کا مطالعہ کر کے دیکھا جائے۔ کہ جو کچھ ہمارے مولوی صاحب نے جماعت کے اعتقادات کے متعلق فرمایا ہے صحیح ہے یا نہیں۔ چنانچہ مؤخرالذکر میں سے بہت سے احمدیہ لٹریچر کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ صرف ایک ہی ٹریکٹ یا کتاب پڑھنے سے ان پر حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور خواہ وہ پوری طرح قائل نہ ہوں۔ ان کے دلوں میں احمدیت کے خلاف جو شکوک وشبہات ہوتے ہیں۔ وہ دور ہو جاتے ہیں:

اس لئے اس غرض کی تکمیل کے لئے ضروری امر ہے کہ جماعتیں جا بجا لائبریریاں قائم کریں۔ تاکہ متلاشیانِ حق کو احمدیہ لٹریچر کے حصول میں کوئی دقت نہ ہو۔ اور حسب استطاعت ہر احمدی دوست بھی اپنے پاس کتابوں اور لٹریچر کا کافی ذخیرہ رکھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اہم تصنیفات الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ کی کوشش سے شائع ہو چکی ہیں۔ اور جو کمی ہجرت کے وقت محسوس ہوتی تھی۔ وہ ایک حد تک رفع ہو گئی ہے۔ اس لئے صاحب استطاعت دوستوں کو چاہیئے کہ ایک کی بجائے دو دو تین تین کاپیاں اپنے پاس رکھیں۔ اور اپنی جماعت میں لائبریری قائم کرنے کے لئے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں:

صدر انجمن احمدیہ کے لئے
مختلف قسم کے واقفین کی ضرورت

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب تک صرف تحریک جدید کے لئے واقفین لئے جاتے تھے۔ اب ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے بھی واقفین زندگی کی تحریک کی جائے۔ پس اس بارہ میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ مخلص احباب اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لئے پیش کریں۔ عام راہ نمائی کے لئے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل قسم کے احباب کارآمد ہو سکیں گے

اوّل:- ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ڈاکٹر

دوم:- بی۔ اے۔ بی ٹی

سوم:- ایسے افراد جن کو انتظامی کاموں کا تجربہ ہو۔ خواہ پنشنر ہوں۔

چہارم:- ایسے احباب جو تجارتی یا صنعتی دلچسپی رکھتے ہوں۔ خواہ مڈل تک کی تعلیم ہو۔

گزارہ کے متعلق ہر ایک واقف کو صدر انجمن احمدیہ اطلاع دے گی۔ کہ کس اصل پر وہ گزارہ دے سکتی ہے۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

سزائے موت

لنڈن کی خبر ہے کہ برطانیہ میں سزائے موت کو پانچ سال کے لئے تجربۃً بند کر دینے کے سوال پر اس ہفتہ برطانوی پارلیمنٹ میں غور کیا جائے گا۔ پارلیمنٹ کے ۲۹ ارکان جن میں سے چار کنسرویٹو اور باقی لیبر پارٹی کے رکن ہیں اس تجویز کی حمایت میں ہیں۔ کہ برطانیہ میں سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا دی جائے۔

۱۹۴۸ء میں بھی برطانوی پارلیمنٹ نے اس طرح کی ایک سکیم منظور کر کے سزائے موت کو منسوخ قرار دیا تھا۔ مگر دارالامراء کی مخالفت کی وجہ سے یہ سکیم رہ گئی۔

یہ بھی خبر ہے کہ اس ہفتہ میں برطانوی پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جائے گا جس۲م کے رو سے ججوں کو اختیار ہوگا کہ قتل کے مقدمات میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی تعین کریں گے۔ کہ آیا ملزم مخبوط الحواس تھا؟

انسان کو جان سے مار دینا ایک ہولناک فعل ہے۔ اور اکثر قتل طیش یا جوش جنون کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ مگر ایسے قتل بھی کافی تعداد میں ہوتے ہیں جو سوچی سمجھی ہوئی سکیم اور طمع کی خاطر کئے جاتے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ قتل قتل میں فرق کیا جائے اور اسکے مطابق ملزم کو سزا دی جائے۔ برطانوی قانون میں کسی حد تک پہلے ہی قتل عمد اور طیش میں آکر جو قتل کیا جائے۔ دونوں میں فرق رکھا گیا ہے۔ اور آخرالذکر کی سزا عموماً بہت کم دی جاتی ہے۔ مگر قتل عمد کی سزا عموماً موت ہی سے دی جاتی ہے۔

اسلام نے ایسے قتل کے لئے بھی "دیت" کا اصول مقرر کیا ہے یعنے اگر مقتول کے وارثوں کو "خون بہا" ادا کر کے راضی کر لیا جائے تو سزائے موت نہیں دی جاتی۔ یہ عموماً ایسے ہی قتلوں میں ہوتا ہے۔ جہاں خاندانی دشمنی یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے قتل کیا جائے۔ "دیت" کے اصول کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایک تو انسانی جان بچ جاتی ہے۔ اور دوسرے خاندانی دشمنی عموماً ختم ہو جاتی ہے۔ مگر بعض ایسے قتل ہوتے ہیں جن کی سزا عبرت کے لئے موت ضروری ہوتی ہے۔ ایک بے رحم جرائم پیشہ شخص کے لئے جو عادتاً قتل وغارت کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور سوسائٹی کے لئے آفت بنا ہوا ہے۔ اگر اسے سزائے موت نہ دی جائے۔ تو یقیناً قتل کے جرائم زیادہ ہونے لگیں گے

بہرحال یہ ایک نہایت نازک سوال ہے۔ اور اسلام میں اس کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے:

قومی اتحاد

روزنامہ شہباز پشاور اپنی ۶ فروری ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"اگر پاکستانی واقعتاً ایمانداری سے ایک قوم کی حیثیت میں زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں زندگی کی تڑپ موجود ہے۔ اور وہ ترقی وارتقاء کی منازل طے کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ تو ان کے لئے نجات کی یہی راہ باقی ہے کہ وہ آپس میں متحد رہیں۔ نفاق اور اختلاف کی چنگاریوں کو کہیں اور کسی جگہ بھڑکنے نہ دیں۔ اگر

(باقی دیکھیں ۵ پر)

جلسہ سالانہ ۵۴ء کے مبارک اجتماع میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بصیرت افروز تقریر

دوران سال کے اہم واقعات پر تبصرہ

کمزوریٔ صحت اور بیماریوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھے معجزانہ رنگ میں لمبی عمر عطا فرمائی ہے

فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

تقریر نویس مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل

(قسط اوّل)

۲۷ دسمبر ۱۹۵۴ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ میں جو عام تربیتی اور اصلاحی امور کے متعلق تقریر فرمائی۔ اس کا مکمل متن مختلف اقساط کی صورت میں احباب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

آج میں پہلے دن کی تقریر جو عام تربیتی اور اصلاحی تقریر ہوا کرتی ہے۔ اس کے سلسلہ میں کچھ بیان کروں گا۔ لیکن

یہ بتا دینا چاہتا ہوں

کہ کچھ میری کمزوری کی وجہ سے کچھ اس دفعہ کی شدید سردی کی وجہ سے دیا ہو مجھے معلوم ہوتی ہے ممکن ہے باقی لوگوں کو معلوم نہ ہوتی ہو) اور کچھ اس بیماری کی وجہ سے جو کمر درد کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی میری حالت جسمانی اس وقت ایسی ہے کہ میں

زیادہ دیر تک اور لمبا بول نہیں سکتا

ملاقاتوں کی وجہ سے اور سردی میں بیٹھنے کی وجہ سے کمر کی درد بہت زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ ذرا سی بھی حرکت ہو جائے تو تکلیف زیادہ ہونے لگ جاتی ہے۔ اسی طرح آج آپ ہی آپ شاید گرد و غبار کی وجہ سے میرا گلا بیٹھنا شروع ہو گیا ہے۔ اور نزلہ اور سر درد بھی ہو گیا ہے۔ اور بخار بھی محسوس ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف سے تو یہ علاج کر کے آیا ہوں کہ سر درد کے لئے دوا کھائی ہے۔ نزلہ کے لئے اے پی سی کی پڑیا کھائی ہے۔ اس طرح اپنی طرف سے کوشش کی ہے۔ کہ میں ایک حد تک اپنے فرض کو ادا کر سکوں مگر پھر بھی میں معذرت کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر میں اپنے فرض کو پوری طرح ادا نہ کر سکوں تو

دوست اس بات کو یاد رکھیں

کہ میری صحت ان دنوں میں ایسی نہیں ہے کہ میں زیادہ بوجھ برداشت کر سکوں

جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ تقریر زیادہ تر تربیتی ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس میں تربیتی مضمون کم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض علمی مضامین بھی میں ضمنی طور پر لے آتا ہوں۔ اور بعض سالوں میں تو وہ اتنے اہم تھے کہ اگر ان کو محفوظ رکھا جاتا تو وہ بہت کچھ کار آمد ہو سکتے تھے مگر بوجہ اس کے کہ یہ تربیتی تقریر کہلاتی ہے۔ اس کے لکھنے اور سنبھالنے کی پوری احتیاط نہیں کی جاتی کئی تقریریں تو بڑی ہی ہوتی ہیں۔ میرے پاس ہی وہ لکھ کر بھجوا دیتے ہیں۔ اگر ہمارے زود نویسی کے محکمہ والے ذرا بھی توجہ کریں۔ تو ان کو اخبار میں شائع کر دیا جا سکتا ہے۔ بہر حال آج میں

متفرق امور

کے متعلق کچھ کہوں گا۔ اور سب سے پہلے میں اس سلسلہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اور کل کے تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ تربیتی تقریریں محض لذت گوش کے لئے سنی جاتی ہیں۔ ان کو مدنظر نہیں رکھا جاتا اور ان ہدایات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔

سب سے پہلے میں

ملاقاتوں کو لیتا ہوں

ملاقاتوں کی کئی غرضیں ہوتی ہیں۔ بعض غرضیں تو بغیر اس کے کہ کارکن کوئی خدمت کریں یا نہ کریں۔ پوری ہو جاتی ہیں۔ اور بعض غرضیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جب تک کارکن اپنا فرض صحیح طور پر ادا نہ کریں۔ پوری نہیں ہوتیں۔ اور بعض غرضیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب تک پریذیڈنٹ اور سکرٹری اپنے فرض کو پوری طرح ادا نہ کریں۔ وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً جہاں تک رشتۂ محبت کا تعلق ہے۔ جو احباب آتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم مصافحہ بھی کر لیں۔ اور شکل بھی دیکھ لیں۔ کئی تو یہ کہہ کر رو پڑتے ہیں۔ کہ خبر نہیں اگلے سال تک ہم زندہ بھی رہیں گے کہ نہیں رہیں گے۔ یہ ان کا ادب بھی ہوتا ہے۔ کچھ حجاب بھی ہوتا ہے۔ ورنہ بسا اوقات ان کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ پتہ نہیں۔ آپ اگلے سال تک زندہ بھی رہیں گے یا نہیں۔ اور یہ ایک سچی بات ہے۔ کوئی انسان اس دنیا میں ہمیشہ تک زندہ رہا ہی نہیں۔ آخر ہر شخص نے کسی نہ کسی وقت اس دنیا سے جانا ہے۔

اپنی مثال

کو میں دیکھتا ہوں تو وہ ایک معجزانہ نظر آتی ہے کیونکہ مجھے بچپن میں ہی کئی قسم کی بیماریاں لگی ہوتی تھیں۔ میں چھوٹا ہی تھا جبکہ مجھے خسرہ نکلا۔ پھر اس کے بعد کالی کھانسی ہو گئی۔ اور یہ بیماری اتنی شدید ہوئی کہ اس سے خنازیر پیدا ہو گئیں۔ وہ خود اپنی ذات میں ایک مہلک مرض ہے۔ اس کے بعد جب قریب بلوغت پہنچا۔ تو چھ مہینے سال تک متواتر بخار رہا۔ اور اس کے ایک دو حملے ہوتے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت تھی۔ اسلئے وہ اس بات کو اور نگاہ سے دیکھتے تھے اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مجھے اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ اور نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک ہی واقعہ کو دونوں نے مختلف شکلوں سے دیکھا۔ مجھے تو یاد نہیں کہ ان دنوں میں کہیں خاص طور پر بیمار تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے دس پندرہ دن پہلے بغیر میرے کہنے کے یا بغیر میرے کسی قسم کی بیماری کی شکایت کرنے کے لاہور میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بلایا۔ اور کہا محمود کی صحت بہت خراب رہتی ہے۔ مجھے اس کی بڑی فکر ہے۔ آپ اس کو اچھی طرح دیکھیں اور اس کے لئے کوئی علاج تجویز کریں۔ یہ بھی کہا کہ میری بھی صحت اچھی نہیں پر اس کی زیادہ خراب ہے اور اس کی مجھے بہت فکر ہے۔ مجھے نہیں یاد کہ ان دنوں میں مجھے خاص طور پر کوئی بیماری تھی صرف چھ مہینے پہلے بخار رہا تھا۔ لیکن اس حالت کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اور طرح بیان فرمایا میں ایک دفعہ

ان کے پاس گیا

تو کہنے لگے میاں تم بیمار ہو۔ تمہاری صحت بڑی خراب ہے پر مجھے مرزا صاحب کی بڑی فکر ہے۔ ان کی صحت تم سے بھی زیادہ خراب ہے۔ تو انہوں نے اپنی محبت میں بیماریوں کا توازن یہ کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیماری کو بڑھایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی محبت پدری کی وجہ سے میری بیماری کو بڑھایا۔ بہر حال وہ حالت اس قسم کی تھی کہ میں بھی اور جو واقف لوگ تھے وہ بھی سمجھتے تھے کہ میں کسی لمبی عمر کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور کوئی لمبا اور بوجھ اٹھانے والا کام نہیں کر سکتا۔

مجھے یاد ہے کہ شروع ایام خلافت میں جب مجھ پر حجامت کا اتفاق کیا تو میرے دل میں یہ خیال آتا تھا۔ کہ میں یہ بوجھ کہاں اٹھا سکتا ہوں۔ اور بعض دفعہ اس سے بڑی گھبراہٹ ہوتی تھی

مجھے خوب یاد ہے

کہ اس وقت میں اپنے دل کو اس رنگ میں تسلی دیا کرتا تھا کہ میری صحت تو ایسی ہے ہی نہیں کہ میں زیادہ دیر تک زندہ رہوں اس لئے یہ بوجھ تھوڑے دنوں کا ہی ہے۔ کوئی زیادہ فکر کی بات نہیں۔ لیکن ان حالات کے ہوتے ہوئے

باوجود بیماریوں کے

اور باوجود اس حملہ کے جو پچھلے سال مجھ پر ہوا۔ اب میں اس عمر کو پہنچ گیا ہوں کہ اس سال کے ختم ہونے پر جنوری میں میں چھیاسٹھ سال کا ہو جاؤں گا۔ گویا گورنمنٹ جس عمر پر جا کے پنشن دیتی ہے۔ اس سے گیارہ سال بڑی عمر ہو جائے گی۔ اور اب جو

مالی تنگی کی وجہ سے گورنمنٹ نے پنشن کی عمریں بڑھا دی ہیں۔ اس کے لحاظ سے ابھی چھ سال زیادہ ہو جائے گی اور وہ جو تکلیفیں آتی ہیں اگر ان کو نظر انداز کر دیا جائے اور درمیانی طور پر جو جھٹکے لگتے ہیں ان کو بھلا دیا جائے تو ابھی تک

خدا تعالیٰ کے فضل سے

کام کے لحاظ سے میرے اندر طاقت ہوتی ہے بوجھ پڑتے ہیں تو میں ان کو اٹھا لیتا ہوں۔ اگر محنت کرنی پڑتی ہے تو کسی نہ کسی رنگ میں کسی نہ کسی وقت میں اس کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیتا ہوں۔ بہرحال اس سال کی بیماری کی وجہ سے اور اس سال کے حملہ کی وجہ سے اس قسم کا ضعف مجھے اس سال پیدا ہوا کہ میں سمجھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں آج اپنے آپکو بیمار محسوس کرتا ہوں سینہ میں نزلہ ہو رہی ہے گلا بیٹھا ہوا ہے نزلہ کی حالت ہے کمر میں درد ہے جسم میں درد ہے۔ بخار ہے واللہ اعلم کیا سبب ہے اور اس بیماری کے ساتھ اس کا کیا جوڑ ہے۔ لیکن میں عام طور پر

رات کو کام کرنیکا عادی تھا

دن کو تو یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص آ گیا اس نے کہا ملنا ہے۔ دوسرا آ گیا وہ بھی کہتا ہے ملنا ہے۔ تیسرا آ گیا وہ بھی کہتا ہے ملنا ہے۔ پھر کاغذات آ گئے ان کے دیکھنے بھالنے میں جو اصل کام مطالعہ کا اور فکر کا اور غور کا اور مسائل نکالنے کا اور لکھنے کا ہوتا تھا۔ اس کے لئے دن کو فرصت نہیں ملتی تھی چنانچہ جو

پہلی ایک ہزار صفحہ کی تفسیر

چھپی ہوئی ہے وہ ساری کی ساری میں نے رات کو لکھی ہے۔ یہ سمجھ لو کہ وہ ہزار صفحہ کی کتاب ہے۔ اور اس کے ایک صفحہ میں کم سے کم پانچ کالم آتے ہیں۔ گویا کالموں کے لحاظ سے اس تفسیر کا پانچ ہزار کالم بنتا ہے۔ اور ایک آدمی اگر تیزی سے لکھے۔ حوالے دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔ سوچنے کی ضرورت نہ ہو تو میں نے دیکھا ہے گھنٹہ بھر میں ساڑھے سات کالم فلسکیپ سائز کے لکھتا ہے۔ اور اگر اس کو حوالے دیکھنے ہو۔ آیتوں کا مقابلہ کرنا ہو لغت دیکھنی ہو بعض مشکل مضمونوں کو سوچنا ہو جیسا کہ قرآن شریف کی تفسیر ہوتی ہے تو شاید بعض لوگ دو تین کالم ہی لکھ سکیں۔ لیکن سردیوں کے موسم میں یہ قریباً ساری کی ساری تفسیر لکھی گئی۔ ساری تو نہیں یہ سمجھو کہ آدھی۔ کیونکہ آدھی میرے درس قرآن کی وجہ سے پہلے لکھی ہوئی تھی صرف اس کی درستی کا کام تھا بہرحال کم سے کم پانچ سو صفحہ ایسا تھا یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ

پچیس سو کالم ایسا تھا

جو تین مہینے میں رات کو بیٹھ کر میں نے لکھا۔ کئی دفعہ ایسا ہو جاتا تھا کہ میں صرف کمر سیدھی کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جاتا تھا۔ ورنہ گھڑی بتاتی تھی کہ اب صبح کی اذان ہونے والی ہے ایک بجے دو بجے تک بیٹھنا تو قریباً قاعدہ ہی بنا ہوا تھا۔ اور پھر اس جوش میں یہ بھی احساس نہیں ہوتا تھا کہ کپڑے اوپر ہیں یا نہیں۔ ایک کرتے میں دالان میں جا کے بیٹھ رہنا اور لکھتے رہنا۔ بیوی نے دوسرے کمرے میں سوئے رہنا ایک معمول سا ہو گیا تھا۔ تو رات کو کام کرنے کا میں بڑا عادی ہوں۔ لیکن اس دفعہ میں نے دیکھا کہ بعض دفعہ تو آٹھ نو بجے ہی مجھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب میں بالکل ایک منٹ بھی نہیں جاگ سکتا اور مجبوراً سونا پڑتا تھا۔ تو ان سردیوں میں میں رات کو

بالکل کام نہیں کر سکا

سوائے اس کے کہ عشاء تک کوئی کام کر لوں تو کر لوں۔ بلکہ گھر سے مجھ پہ اعتراض ہونے شروع ہو گئے تھے کہ آپ تو اتنی جلدی کھانا کھانے لگ گئے ہیں کہ ارد گرد والے لوگ ہنستے ہیں کہ ہم تو نہیں کھاتے اور آپ مقام کے وقت ہی کہتے ہیں کہ کھانا لاؤ۔ میں نے کہا میں اس لئے کہتا ہوں کہ آٹھ نو سے زیادہ میں جاگ ہی نہیں سکتا۔ اور کھانے اور سونے میں کچھ فاصلہ ہونا چاہیئے اس لئے میں پہلے کھا لیتا ہوں تو یہ سال اس لحاظ سے میرے لئے نہایت ہی تکلیف دہ گذرا اور شاید یہی موجب میری بیماری کا ہوا ہو اور اس وجہ سے لازماً میرے لئے ضروری تھا کہ مجھے زیادہ تر آرام دیا جائے مثلاً گرد نہ اڑے۔ غبار نہ ہو کیونکہ یہ چیزیں گلے میں جا کر سوزش پیدا کرتی ہیں اور تکلیف ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ چیز میسر نہیں آ سکی اور

ملاقاتوں کے وقت میں گرد و غبار

بھی اڑتا رہا۔ گو مرد اب پہلے سے بہت زیادہ احتیاط کرتے ہیں۔ پہلے تو بڑی گرد ہوا کرتی تھی لیکن اب میں نے دیکھا ہے کہ چند سالوں سے نصیحت کی وجہ سے بہت احتیاط ہوتی ہے لیکن پھر بھی غفلت ہو جاتی ہے۔ مستورات کی ملاقات میں بھی ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ ان کی تعلیم چونکہ کم ہوتی ہے اور ان کی تربیت بھی کم ہوئی ہے۔ ان کی مجالس میں گرد و غبار زیادہ ہوتا ہے خصوصاً

گاؤں والی عورتیں

اور پھر خصوصاً ایسی عورتیں جنہوں نے ہمیں گودیوں میں پالا ہوا ہے (اور ایسی عورتیں ابھی زندہ ہیں) ان میں سے کوئی ضرورت آ جائے تو وہ تو ایک بچہ سمجھ کر مجھ پہ آ کر جھپٹتی ہے کیونکہ اس نے گودیوں میں کھلایا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ تو پھر وہ گرد اڑتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آندھی ہی آ رہی ہے۔ اس وجہ سے مجھے زیادہ کوفت ہوئی لیکن زیادہ تر مجھے اس وجہ سے خیال کوفت ہوئی کہ ہماری جماعت اتنی دیر سے قائم ہے۔ اور ابھی تک مردوں اور عورتوں کی تربیت پوری طرح سے نہیں ہو سکی۔

(باقی)

تعلیم و تربیت کی ضرورت

بدی سے نفرت اور نیکی کا اعلیٰ مقام اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا

(۵)

(از مکرم مولٰنا جلال الدین صاحب شمس)

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان بدی سے کیسے بچ سکتا ہے۔ اور نیکی کا وہ مقام کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ دونوں باتیں کسی انسان کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کہ اسے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو۔ اور وہ حقیقی عبودیت کے رنگ میں رنگین ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت سے خائف نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

"وانها لكبيرة الا على الخاشعين الذين يظنون انهم ملاقوا ربهم وانهم اليه راجعون"۔

یعنی نیکی پر مداومت اور بدیوں سے اجتناب اور دعا کے ذریعہ استعانت صرف انہی لوگوں پر آسان ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور خشیت الٰہی کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کے پاس جانے والے ہیں جو ان کو جزا سزا دینے پر قادر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ دوزخ میں جانے والے گنہگاروں کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ تم یہ خیال کرتے تھے۔ کہ تمہارے کثیر اعمال کو اللہ تعالےٰ نہیں جانتا وذالكم ظنكم الذى ظننتم بربكم اردٰكم فاصبحتم من الخاسرين۔ اور تمہارے اس خیال نے جو تم اپنے رب کے متعلق رکھتے تھے۔ تم کو ہلاک کر دیا۔ اور تم زیان کاروں میں سے ہو گئے۔

اس آیت میں بھی بتایا گیا ہے۔ کہ انسان کے بدی اور گناہ کے ارتکاب کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ اسے خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور یہ کہ وہ جزا سزا پر قادر ہے۔ حقیقی ایمان نہیں ہوتا۔ اگر اسے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین ہو۔ تو وہ کبھی گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ اور ہمیشہ اعمال صالحہ ہی بجا لائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو۔ کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں۔ یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے۔ جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے۔ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔۔۔۔۔۔

بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے۔ اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے۔ کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو۔ جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو۔ جس جگہ کسی کوہ آتش فشاں سے پتھر برستے ہیں۔ یا بجلی پڑتی ہے۔ یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے۔ یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو۔ یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو۔ تم یقیناً سمجھو۔ کہ خدا کی کشش کی طاقت تم میں پیدا ہو گی۔ اور اس وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے۔ جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔

ہر ایک جو پاک ہوا۔ وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے۔ اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔۔۔۔۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے۔ وہ یقین ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ انسان اسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے۔ جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے۔ ہر ایک بے باکی کی جڑ بے خبری ہے۔ جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہو۔ وہ بے باک نہیں رہ سکتا۔" (کشتی نوح)

کیا روسی مدارس میں مذہب کے خلاف تعلیم نہیں دی جاتی؟

مذہبی آزادی کے متعلق کمیونسٹ پروپیگنڈے کی حقیقت

— مسعود احمد —

روسی سفارت خانہ کی طرف سے حال ہی میں G. Spasar کا لکھا ہوا ایک پمفلٹ جس کا نام "Freedom of Religion in the Soviet Union" ہے۔ مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ روس میں کامل مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے۔ اس ضمن میں پمفلٹ نگار نے روسی نظام تعلیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"سوویٹ روس میں تعلیم و تدریس کو چرچ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ روسی مدارس میں مذہبی تعلیم اب اس طور پر لازمی نہیں رہی۔ جس طرح کہ انقلاب سے پہلے تھی۔" (ص۸)

اس اقتباس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ روسی مدارس میں دینیات کی تعلیم لازمی نہیں ہے۔ تاہم جو طالب علم دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کا علم بھی سیکھنا چاہیں۔ وہ اختیاری مضمون کے طور پر ایسا کر سکتے ہیں۔ اور اگر اختیاری مضمون کے طور پر بھی حاصل نہ کر سکیں۔ تو کم از کم وہاں اتنی اجازت تو ہو گی۔ کہ وہ سرکاری مدارس کے علاوہ پرائیویٹ سکولوں میں ہی دین کا علم حاصل کر سکیں۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ پمفلٹ نگار نے جو کچھ لکھا ہے۔ پراپیگنڈے سے زیادہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جہاں تک روس کے مروجہ قوانین اور ان پر عملدرآمد کا تعلق ہے۔ وہاں روسی بچوں کے لئے دینی تعلیم کا حصول قطعاً ناممکن ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ انہیں ایک نظام کے تحت مذہب کے خلاف تعلیم دی جاتی ہے۔ اور بات بات میں دین کا مضحکہ اڑا کر انہیں اس سے متنفر کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ انقلاب کے بعد باقاعدہ ایک حکمنامہ کے ذریعہ مذہب اور مذہبی انجمنوں کے متعلق سوویٹ حکومت کے رویہ کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس حکمنامہ کی (جو ۲۳ جنوری ۱۹۱۸ء کو جاری کیا گیا تھا) شق ۹ کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ لکھا ہے:۔

"تمام سرکاری اور پبلک سکولوں میں مذہبی تعلیم ممنوع قرار دی جاتی ہے اسی طرح ان تمام پرائیویٹ سکولوں میں بھی جن میں عام مضامین پڑھائے جاتے ہیں دینیات پڑھانے کی اجازت نہ ہو گی۔"

حکمنامہ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ روسی مدارس میں اختیاری مضمون کے طور پر بھی مذہبی تعلیم حاصل کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہر قسم کے مدارس میں خواہ وہ سرکاری ہوں یا پرائیویٹ دینی تعلیم ممنوع قرار دے دی گئی ہے۔ اسی طرح وہاں لوگ پرائیویٹ طور پر مذہبی تعلیم کے لئے خالص دینی مدارس بھی قائم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس حکمنامہ کی وضاحت حسب ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

"حکمنامہ کے تحت روس کے شہری گھروں میں پرائیوٹ طور پر ایک دوسرے سے دینی تعلیم تو حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں اس مقصد کے لئے باقاعدہ دینی مدارس قائم کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔"

یہ تو قانون کی رو سے وہاں مذہبی تعلیم کی بندش اور ممانعت کا حال ہے۔ جہاں تک اس پر عملدرآمد کا تعلق ہے۔ اس میں صرف مذہبی تعلیم نہ دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بچپن ہی سے مذہب کے خلاف منظم طور پر طلبہ کے ذہنوں کو مسموم کیا جاتا ہے۔ وہاں کے نظام تعلیم کی اس خصوصیت کا حال ذیل میں ہم مشہور ماہر تعلیم مسٹر ہیڈرک کنگ کی زبانی آپ کو سناتے ہیں۔ مسٹر کنگ مغرب کے ان مشہور ماہرین تعلیم میں سے ہیں۔ جو روسی نظام تعلیم کے مخالف نہیں۔ بلکہ بے حد مداح ہیں۔ انہوں نے برسوں روس میں رہ کر وہاں کے نظام تعلیم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ اور چونکہ انہیں روسی زبان پر بڑی دسترس حاصل ہے۔ اس لئے انہیں وہاں اصل حالات معلوم کرنے اور ان کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ انہوں نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ چونکہ انہیں روسی زبان بولنے میں خاص مہارت حاصل ہے۔ اس لئے اکثر جگہ انہیں روسی باشندہ ہی تصور کیا گیا۔ اور اس طرح انہیں ایک روسی باشندے کی حیثیت سے حالات کو بچشم خود دیکھنے کا جو موقع ملا۔ وہ کسی دوسرے مغربی سیاح کو میسر نہیں آ سکتا۔ وہ اپنی ضخیم کتاب Changing Man میں جو انہوں نے سرتاسر روسی نظام تعلیم کی تعریف و توصیف میں ہی تصنیف کی ہے لکھتے ہیں:۔

"سکولوں میں مذہب کے خلاف باقاعدہ کوئی مضمون نہیں پڑھایا جاتا۔ بلکہ جس طرح عیسائی ممالک میں روزمرہ کے اسباق کہانیوں یا تصاویر وغیرہ کے ذریعہ مذہبی خیالات بچوں کے ذہن نشین کرائے جاتے ہیں۔ اسی طرح روسی بچوں میں مذہب کے خلاف جذبات کو ابھارا جاتا ہے۔ سکولوں میں استاد لاینحل قدرتی مظاہر کی سائنسی توجیہات پیش کرتے وقت مذہبی توجیہات کی نامعقولیت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ .... اس بارے میں التزام سے بچوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ کہ وہ ان معلومات کو گھروں میں جا کر بیان کریں۔ اور اس طرح "صداقت" کو پھیلائیں۔ ایسٹر کے دنوں میں مجھے ایک سکول میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں روسی زبان کا جو سبق دیا جا رہا تھا۔ وہ اس ثبوت پر مشتمل تھا۔ کہ خدا وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ طریق کار میرے دو سال پہلے کے تجربہ کے مقابلہ میں کسی قدر روادارانہ اور قابل برداشت تھا۔ روسی بچوں کو یہ نہیں بتایا جاتا۔ کہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اور یہ کہ مذہب وغیرہ کا سلسلہ جھوٹا ہے بلکہ ان کے سامنے مذہب کی تاریخ بیان کر کے واضح کیا جاتا ہے۔ کہ مذہب کیوں اور کس طرح پیدا ہوا؟ انہیں بتایا جاتا ہے۔ کہ ابتدائی دور کے انسان کے لئے مذہب کیوں ضروری تھا۔ اور اب اس کی ضرورت کیوں نہیں رہی۔ اور یہ آج کیسے انسانی ترقی کی راہ میں روک ہے۔ بچوں کی کتابیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن میں بڑی خوبصورتی سے تصویروں کے ذریعہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ تمدن کے مختلف ادوار میں مختلف قوموں اور قبیلوں کے کیسے کیسے خدا تھے۔ اس سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہوتا ہے۔ کہ خدا انسانوں ہی کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہت سے سکولوں میں دہریت کے مخصوص حلقے ہوتے ہیں۔ جو مذہب کے خلاف باقاعدہ اشتہاری قسم کے اخبارات شائع کرتے ہیں۔ عام طور پر Godless Society نامی جماعتوں کی سرگرمیاں اب کم سننے میں آتی ہیں۔ کیونکہ مذہب اب سوویٹ روس میں چنداں اہم سوال نہیں ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ سولہ سال سے کم عمر بچوں کے لئے مذہبی کلاسوں کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ تاہم والدین کو اس بات کی اجازت ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو اگر چاہیں۔ تو خود مذہب کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ اور انہیں گرجا وغیرہ بھی لے جا سکتے ہیں۔ ویسے **حکومت کا سارا زور مذہب کے خلاف صرف ہوتا ہے۔ روسی حکام یقینی طور پر یہ امید رکھتے ہیں کہ روس میں تعلیمی نظام کے ذریعہ مذہب بالکل نابود ہو جائے گا۔**"

(Changing Man P. 41-42)

روس کے تعلیمی قوانین اور ان پر عملدرآمد سے متعلق ہم نے اوپر جو مصدقہ حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ ان سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ روس کے نظام تعلیم میں مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ وہاں سارا نظام تعلیم ہی اس بنیاد پر قائم ہے۔ کہ لوگوں کے ذہنوں سے مذہب اور خدا کا تصور ہی محو کر دیا جائے۔ اور وہ خدا کی ہستی سے منکر ہو کر صرف اور صرف کمیونزم جیسے بے دین اور خالص مادی نظام معیشت کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں۔ اس کے باوجود کمیونسٹوں کا پمفلٹوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے لوگوں پر یہ اثر ڈالنا کہ گویا روس میں مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے۔ ایک بہت بڑا فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا پراپیگنڈے کا یہ ناروا طریق خود اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ روس میں کمیونزم کے زیر اثر مذہب کو دیس نکالا مل چکا ہے۔ اور روس کے کمیونسٹ حکام محض مطلب براری کے لئے خلاف واقع باتیں بیان کر کے دوسروں کو سبز باغ دکھا رہے ہیں۔

> روس کے نظام تعلیم میں مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ وہاں سارا تعلیمی نظام ہی اس بنیاد پر قائم ہے کہ لوگوں کے ذہنوں سے مذہب اور خدا کا تصور محو کر دیا جائے۔ اور وہ خدا کی ہستی سے منکر ہو کر کمیونزم جیسے بے دین نظام کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا لیں۔ اس حقیقت کے باوجود کمیونسٹوں کی پراپیگنڈا مشینری دوسروں پر یہ اثر ڈالنے میں مصروف ہے کہ گویا روس میں مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے کیا پراپیگنڈے کا یہ ناروا طریق اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ کمیونسٹ حکام محض مطلب براری کے لئے دوسروں کو سبز باغ دکھانا چاہتے ہیں؟

ولادت

(۱) مورخہ ۱۰/۷/۵۵ کو خداتعالےٰ نے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب سے نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سردار احمد ولد الٰہی بخش مرحوم

(۲) خداوند کریم نے میرے فرزند خواجہ عبدالحمید ولد خواجہ غلام نبی صاحب احمدی مرحوم و مغفور آف ڈیرہ دون کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ اہلیہ خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم آف ڈیرہ دون۔

تحریک جدید مومنوں کے جذبہ ایثار اور جوش عمل کی ایک زندہ مثال ہے

فرمایا:۔

(۱) "تحریک جدید کو شروع ہوئے پندرہ سال ہو چکے ہیں اب یہ سولھواں سال شروع ہو رہا ہے"

(۲) جس جوش۔ جس جذبہ اور جس ایثار کے ساتھ جماعت کے دوستوں نے پہلے سال کے اعلان کو قبول کیا تھا۔ اور جس کم مائیگی اور کمزوری کے ساتھ ہم نے یہ کام شروع کیا تھا وہ دونوں باتیں ایمان کی تاریخ میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہیں"۔

(۳) "وہ جذبہ۔ وہ جوش وہ ایثار بھی جس کے ساتھ اس کام کو شروع کیا گیا تھا، غیر معمولی اور مومنوں کی شاندار روایات کے مطابق تھا"۔

(۴) "وہ بے بسی اور کم مائیگی جس کے ساتھ ہم نے یہ کام شروع کیا تھا وہ بھی مومنوں کی تاریخ میں زندہ مثال تھی۔ یعنی تھی وہ بے بسی۔ تھی تو وہ بے بسی۔ اور تھی تو وہ کم مائیگی۔ لیکن وہ اس بات کی شہادت دے رہی تھی کہ مومن ایسے ہی حالات سے گذرا کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی شہادت دے رہی تھی کہ گذشتہ انبیاء کی جماعتوں کو ایسی مشکلات سے ہی دوچار ہونا پڑا ہے"۔

(۵) پس وہ بے بسی۔ بے کسی اور بے مائگی بھی مومنوں کی جماعت سے ہماری جماعت کو ملاتی تھی۔ اور وہ جوش اور وہ جذبہ اور وہ ایثار جو جماعت نے دکھایا۔ وہ بھی ہمیں مومنوں کی جماعت سے ملاتا تھا۔ گویا ۱۹۳۴ء کا نومبر ایک نشان تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کے لئے وہ ایک دلیل اور برہان تھا۔ سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے کہ یہ جماعت خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور ان ہی قدموں پر چل رہی ہے۔ جن پر انبیاء کی جماعتیں چلتی آئی ہیں"۔

(۶) "یاد رکھو یہ تحریک خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اسے ضرور ترقی دے گا۔ اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی ان کو بھی دور کر دے گا۔ اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالےٰ اس کو برکت دے گا"۔

(۷) "مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالےٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔ اور ان کی اولادوں کا خدا تعالےٰ خود کفیل ہو گا۔ اور آسمانی نور ان کے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا"۔

(۸) پس اے مومنو!!! آگے بڑھو۔ قبل اس کے کہ تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ کی شام آئے آپ کے وعدے شاندار اضافہ کے ساتھ دفتر اول اور دفتر دوم کے ...... اپنے مقدس امام کے حضور پیش ہو چکے ہوں۔ اور آپ ان وعدوں کے جلد تر پورا کرنے کے فکر میں ہوں۔

(۹) نیز وہ بہادر اور جانباز سپاہی جو دور اول کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۱ء کی پیشگوئی کے پانچ ہزاری سپاہی ہیں۔ ان میں سے جس جس کے ذمہ ایک یا ایک سے زیادہ سالوں کا بقایا ہے۔ وہ اپنا بقایا جلد تر ادا کر کے اپنا نام تاریخ اسلام کی انیس سالہ کتاب میں جو عنقریب چھپنے والی ہے لکھوا لیں۔ یاد رہے کہ بقایا داران کو ان کے بقایا کی اطلاع دے چکا ہوں۔ اگر کسی کو اطلاع نہ ملی ہو تو دفتر وکیل المال تحریک جدید سے دریافت کر لے۔ کیونکہ ممکن ہے ڈاک کے کسی نقص کے سبب چٹھی نہ ملی ہو۔ دفتر ان کی مدد کے لئے ہر وقت حاضر ہے۔ (وکیل المال تحریک جدید)

مجالس خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی مطلع رہیں

مجالس خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی کے قائد کے انتخاب کے لئے مجالس راولپنڈی کو دو مرتبہ تحریری اطلاع بھجوائی گئی۔ مگر کورم پورا نہ ہو سکنے کی وجہ سے انتخاب نہیں ہو سکا۔ چونکہ قائدین ضلع راولپنڈی کا نے اپنا حق رائے دہی استعمال نہیں کیا۔ اس لئے صوفی رحیم بخش صاحب قائد خدام الاحمدیہ راولپنڈی کو مجالس خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی کا ایک سال کے لئے قائد نامزد کیا جاتا ہے۔ متعلقہ مجالس مطلع رہیں اور ان کے ساتھ پورا تعاون فرمائیں۔

امید ہے صوفی صاحب موصوف اپنے ضلع کی مجالس میں دورہ کر کے ان کے کام کو چیک کریں گے اور ان کی حتی المقدور امداد اور راہنمائی کریں گے۔

(نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ہفتہ صفائی کے سلسلے مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی کی قابل تقلید مساعی

میونسپل کمیٹی راولپنڈی کے زیر اہتمام ۹ جنوری تا ۱۵ جنوری ۱۹۵۵ء کمیٹی کی حدود میں "ہفتہ صفائی" منایا گیا۔ اس غرض کے لئے مکرم مبارک احمد صاحب ارشاد نائب قائد سوم اور علی خانصاحب ناظم شعبہ خدمت خلق و وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے ایگزیکٹو آفیسر و ہیلتھ آفیسر صاحب سے ملاقات کی اور تحریری طور پر مجلس کی طرف سے روزانہ آٹھ خدام کی خدمات پیش کیں۔ ہر دو افسران نے جماعت احمدیہ کے جذبہ خدمت خلق کو بہت سراہا۔ اور شکریہ کے ساتھ خدمات سے فائدہ اٹھانے کا وعدہ فرمایا۔ پروگرام کے مطابق مکمل ایک ہفتہ تک خدام نے جانفشانی سے حکام میونسپل کمیٹی سے تعاون کرتے ہوئے خدمات ادا کیں۔ مثلاً متعدد اشتہارات پبلک میں تقسیم کئے گئے اور مختلف علاقوں میں شہریوں کو جو صفائی کا خیال نہ رکھتے ہوئے گندگی وغیرہ پھیلاتے تھے صفائی کرنے کی تلقین کی اور بتایا کہ اس طرح کرنے سے مختلف قسم کی مہلک بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے جو کہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ عام پبلک کے لئے ضرر رساں ہے اور صفائی قائم کرنے کی تحریک کرتے رہے۔

ہفتہ کے اختتام پر ناظم شعبہ خدمت خلق نے ہیلتھ آفیسر صاحب کو آئندہ کے لئے بھی اس قسم کے پبلک کاموں میں حصہ لینے کے لئے مجلس کی خدمات پیش کیں اور یقین دلایا کہ ہر موقعہ پر انشاء اللہ تعالےٰ پبلک کی خدمت میں مجلس خدام الاحمدیہ کو پیش پیش پائیں گے۔ ہیلتھ آفیسر صاحب نے خدام کی بے لوث خدمات کا شکریہ ادا کیا۔

راولپنڈی کے مؤقر روزنامہ "تعمیر" نے اس خبر کو ۱۳ جنوری ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں بدیں الفاظ شائع کیا:۔

"میونسپل کمیٹی کی ہفتہ صفائی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مری روڈ راولپنڈی کے شعبہ خدمت خلق نے روزانہ آٹھ آدمیوں کی خدمات ایگزیکٹو آفیسر و ہیلتھ آفیسر کمیٹی کو پیش کی ہیں۔ یہ افراد کارکنان میونسپل کمیٹی کے ساتھ راولپنڈی شہر کے مختلف علاقوں میں اس قومی خدمت میں حصہ لیں گے"۔

(رحیم بخش قائد مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی)

لجنہ اماء اللہ کا عہد نامہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اپنے اجلاسوں اور جلسوں میں پڑھنے کے لئے مندرجہ ذیل عہد نامہ مقرر کیا ہے۔ تمام عہدہ داروں کو چاہیئے کہ اپنے جلسے اور اجلاس شروع کرنے سے پہلے اور ختم ہونے پر یہ عہد نامہ دہرایا کریں:۔ "اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر مال، جان، وقت اور اولاد کی پرواہ نہ کروں گی۔ اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی"

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

امیدواران امتحان اردو، فارسی، عربی متوجہ ہوں

پاکستانی زبانوں اور فارسی اور عربی زبانوں کے امتحانات ۱۰ مئی ۱۹۵۵ء کو شروع ہونے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ربوہ میں ان امتحانات کا سنٹر مقرر کیا جائے۔ لہذا جو پرائیویٹ امیدواران امتحانات ربوہ میں امتحان دینے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے نام پتہ اور فارم داخلہ کے نمبر سے مجھے مطلع فرمائیں۔ اگر ایک اچھی تعداد ایسے امیدواران کی مہیا ہو جائے تو سیکرٹری صاحب بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کی خدمت میں ربوہ کو سنٹر بنانے کے لئے درخواست کی جائے گی۔ انشاء اللہ

(پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

تحریک حج کی رکنیت قبول فرما کر اپنے اور دیگر احباب جماعت کیلئے زیادہ سے زیادہ حج کے مواقع بہم پہنچائیے

(مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

تاریخی شواہد

(منقول از طلوع اسلام کراچی ۵ فروری ۱۹۵۵ء)

اگر ہم قرآن کریم کی تعلیم کو دو لفظوں میں بیان کرنا چاہیں۔ تو پورے اطمینان سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی تعلیم کی بنیاد اور ما حصل ہے۔ "قانون مکافات عمل" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام کا ایک خاص نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ اور کوئی کام ایسا نہیں جو بے نتیجہ رہ جائے۔ خارجی (مادی اور طبعی) کائنات میں بھی یہی قانون کارفرما ہے۔ اور انسانوں کی داخلی دنیا میں بھی یہی۔ خارجی کائنات میں اعمال کے نتائج محسوس طور پر سامنے آجاتے ہیں۔ اور نسبتاً بہت جلد۔ مثلاً آپ آگ میں ہاتھ ڈالئے تو نتیجہ فوراً سامنے آجائیگا۔ سنکھیا کھائیے۔ ہلاکت یا اس کے آثار صاف نظر آنے لگ جائیں گے۔ لیکن انسانوں کی دنیا میں اعمال کے نتائج بالعموم نہ تو فوری طور پر سامنے آتے ہیں۔ اور نہ ہی ایسے مرئی انداز سے جس کے محسوس کرنے میں دقت نہ ہو۔ مثلاً جھوٹ بولنا بھی ایسا ہی ہلاکت آفرین ہے جیسا زہر کھانا۔ لیکن جھوٹ بولنے والے کی ہلاکت اور اس کے آثار اس طرح سامنے نہیں آتے جس طرح زہر کھانے والے کے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ طبعی اعمال اور ان کے نتائج تو انفرادی ہوتے ہیں۔ لیکن انسانی دنیا کے اعمال اپنے نتائج اجتماعی طور پر سامنے لاتے ہیں۔ مثلاً آگ میں ہاتھ ڈالنے والا کتنے ہی بڑے صاحب اقتدار اور طاقتور گروہ کا فرد کیوں نہ ہو۔ اس کا ہاتھ ضرور جل کر رہے گا۔ اس کی جماعت کی قوتیں اسے اس کے نتیجہ سے بچا نہیں سکیں گی۔ لیکن بددیانتی کرنے والا اگر کسی ایسی سوسائٹی کا فرد ہے۔ جس نے دوسروں سے بددیانتی کو جائز قرار دے رکھا ہے۔ اور خود اتنی قوت فراہم کرلی ہے۔ کہ کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ تو اس کے افراد کی بددیانتی کے ہلاکت انگیز اثرات فوراً سامنے نہیں آسکیں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہم دنیا کے موجودہ معاشرہ میں دیکھتے ہیں۔ کہ ظالم اور بددیانت پنپتے چلے جاتے ہیں۔ اور مظلوم اور دیانتدار پس رہے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ خدا کا قانون مکافات معطل ہوگیا۔ یا بدل گیا ہے۔ اور اب ظلم اور بددیانتی کے کام ہلاکت انگیز ہونے کے بجائے حیات بخش اور بخت آور ہوگئے ہیں۔ یہ روش زندگی بدستور ہلاکت انگیز ہے۔ لیکن غلط نظام کے تباہ ہونے میں وقت لگتا ہے۔ یعنی ان کے اعمال کے نتائج تو ساتھ کے ساتھ مترتب ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی پختگی کے بعد ظہور میں آنے کے لئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔ اس مدت کا عرصہ اتنا لمبا ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک فرد کی زندگی میں پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے افراد اس دھوکے میں رہتے ہیں۔ کہ غلط نظام تباہ و برباد ہوتا ہی نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس بات کو پرکھا کس طرح سے جا سکے۔ کہ غلط نظام کا انجام تباہی اور بربادی ہوتا ہے؟ قرآن کہتا ہے کہ اس کا اندازہ امم سابقہ کی تاریخ سے لگ سکے گا۔ کہ کس قسم کے نظام کا انجام کس انداز کا ہوتا ہے۔ یہی وہ مقصد ہے۔ جس کے لئے وہ انبیائے سابقہ اور امم گذشتہ کے احوال و کوائف اس شرح و بسط سے بیان کرتا ہے۔ وہ بتاتا یہ ہے۔ کہ ان اقوام نے غلط نظام قائم کر رکھے تھے۔ حضرات انبیائے کرام انہیں ان کے غلط نظام کے نتائج و عواقب سے آگاہ کرتے۔ اور اس سے باز رہنے کی تلقین کرتے۔ وہ ان کی اس تنبیہہ و تنذیر پر کان نہ دھرتے۔ اور آخر الامر تباہ و برباد ہو جاتے۔

ہمارے دور میں تاریخ نے ایک سائنس (یا فلسفہ) کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ لیکن جس وقت قرآن نے تاریخ کو اس حیثیت سے پیش کیا تھا۔ اس وقت اول تو تاریخ اس قدر عام تھی ہی نہیں۔ اور جو ممالک اس سے کچھ واقفیت رکھتے تھے۔ ان کے ہاں بھی اس کی حیثیت وقائع نگاری سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ قرآن نے اس زمانہ میں بتایا۔ کہ تاریخ کی صحیح حیثیت ایک سائنس (یا فلسفۂ زندگی) کی ہے۔ اور اس کا مقصد فطرت کے اٹل قانون مکافات عمل کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچانا ہے۔ یعنی یہ بتانا کہ فلاں قسم کے اجتماعی نظام کا نتیجہ یہ ہوا کرتا ہے۔ اسی کو تاریخ کی سائنس کہا جاتا ہے۔

زیر نظر عنوان طلوع اسلام کا مستقل باب ہوگا۔ جس میں ان انبیائے کرامؑ اور اقوام و ملل کی داستانیں مسلسل بیان کی جائیں گی۔ جن کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے۔ اور آخر میں ان پر مبسوط تبصرہ سے بتایا جائے گا۔ کہ وہ کونسا قانون ہے۔ جسے ان داستانوں میں پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ قانون آج ہمارے معاشرہ میں کس طرح کارفرما ہے۔ یہی ان تاریخی شواہد کے بیان سے مقصود ہے۔ کہ ہم دیکھیں کہ ہماری روش ان قوموں جیسی ہے۔ جن کے حصے میں زندگی کی خوشگواریاں اور شادابیاں آئی تھیں۔ یا ان جیسی جو حیات اور اس کی تازگیوں سے محروم ہو کر تباہ و برباد ہوگئی تھیں۔ اس تذکرہ کی ابتدا قوم حضرت نوحؑ سے ہوتی ہے۔ اور اس سے ہم اس سلسلہ کا آغاز کرتے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام

دور افق مبین پر تاروں کی چھاؤں میں انسانی رشد و ہدایت کی آسمانی قندیلیں ہاتھ میں لئے نورانی پیکروں کا جو مقدس قافلہ دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کے تذکرۂ جمیلہ کی ابتداء حضرت نوحؑ سے کی ہے۔

آج دنیا کے گوشے گوشے میں انسانوں کی آبادی نظر آتی ہے۔ لیکن دنیا شروع سے اسی طرح آباد نہیں چلی آتی۔ علمائے تاریخ الامم رفتہ رفتہ اثری انکشافات سے اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ نسل انسانی کا اولین سرچشمہ کسی ایک مقام پر تھا جہاں سے اس کی سوتیں پھوٹیں اور ندیوں اور دریاؤں کی شکل میں اطراف عالم میں بہ نکلیں۔

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا (۷۱/۱۷)

اور اللہ تعالے نے تم کو زمین سے نباتات کی طرح پھیلایا۔
قیاس کیا جاتا ہے کہ انسانی آبادی کا یہ اولین سرچشمہ جھیل کیسپین کے اطراف و جوانب میں تھا۔ اس قیاس کے ماتحت علم الاقوام والسنہ کے محققین نے اقوام عالم کو مختلف مماثلت و مشابہت کی بناء پر تین شاخوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) آریائی (ایرین) مثلاً ہندی اقوام۔ ایرانی اور فرنگستانی۔

(۲) تورانی (منگولین) مثلاً ترکستانی چینی۔

(۳) سامی (سیمٹک) مثلاً عرب۔ آرامی۔ عبرانی سریانی۔ کلدانی وغیرہ۔

بعض علماء نے انساب اقوام عالم کی تقسیم اختلاف رنگ کی بناء پر کرتے ہیں۔ یعنی سفید فام (مثلاً امم سامیہ اور فرنگی) سیہ فام یا سرخ فام (باشندگان افریقہ) اور زرد فام (جاپانی اور چینی وغیرہ) ان کے برعکس تورات کا بیان ہے کہ طوفان نوحؑ کے بعد جب انسانوں کی نئی زندگی شروع ہوئی تو نسل انسانی نوح کے تین بیٹوں یافث۔ حام اور سام سے آگے بڑھی۔ اور موجودہ اقوام عالم انہی کی یادگار ہیں۔ ان تینوں نسلوں میں سے تورات کو صرف سامی نسل سے تعلق ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام کا وہ سلسلہ جس کا ذکر تورات میں ہے اسی خاندان سے متعلق تھا۔

بنی سام کی اس قوم کا مولد و مسکن کونسا علاقہ تھا یہ مسئلہ علمائے تاریخ کے نزدیک اہم مباحث کا مرکز رہا ہے۔ اگرچہ تاریخ کی قدیم ترین کتابوں میں اس موضوع پر بہت کچھ ملتا ہے۔ لیکن اٹھارویں اور انیسویں صدی کے اثری انکشافات نے بحث و نظر کا رخ اس طرف بدل دیا ہے کہ اب بیسویں صدی میں یہ مسئلہ گویا متحقق ہو چکا ہے کہ امم سامیہ کا اولین وطن ملک عرب تھا۔ جہاں سے نکل کر وہ بابل، سیریا، مصر اور فینیشیا تک پھیل گئیں۔

اس تحقیقات سے یہ اہم حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آرہی ہے کہ امم سابقہ اور ملل قدیمہ کی تاریخ و تمدن میں عرب کو کیا اہمیت حاصل رہی ہے۔ یعنی مصر و شام فلسطین و عراق وغیرہ کی تمام قومیں جنہیں الگ الگ سلسلہ کہا جاتا ہے۔ درحقیقت ایک ہی درخت کی مختلف شاخیں ہیں جو سرزمین عرب سے ابھرا۔ اس اعتبار سے ان تمام اقوام کی زبانوں کی اصل بھی عربی زبان کی قدیم شکل قرار پائے گی۔ یہ امور ہنوز ان انکشافات کا نتیجہ ہیں جو معرض شہود میں آچکے ہیں۔ کیا معلوم آگے چل کر ان میں کیا کیا اضافے ہوتے چلے جائیں گے جن سے یہ حقیقت سامنے آجائے گی کہ قرآن کریم نے بالتخصیص انہی اقوام اور انہی انبیائے کرام کا ذکر کیوں کیا ہے؟ ہو سکتا ہے (اور قرائن اس پر شاہد ہیں) کہ مزید انکشافات سے انسانی آبادی کی موجودہ تقسیم (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) سمٹ سمٹا کر اس ایک نقطہ میں مرکوز ہو جائے کہ ان تمام اقوام عالم کی ابتداء ریگستان عرب سے ہی ہوئی جہاں کے شہر مکہ کو۔ قرآن کریم اُمّ القریٰ (آبادیوں کی ماں) قرار دیتا ہے۔

بہر حال آج یہ قریب قریب متحقق ہو چکا ہے کہ سامی اقوام کا مولد اول عرب تھا۔ جہاں سے وہ اطراف و جوانب میں پھیلیں۔ ان اقوام کے مورث اعلےٰ سام حضرت نوحؑ کے بیٹے تھے۔ اس لئے قوم نوحؑ کا وطن بھی انہی علاقوں میں تھا۔ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہری۔ تورات نے اس کا نام "اراراط" بتایا ہے۔ جس کے متعلق قیاس ہے کہ وہ آرمینیہ کے سلسلہ کوہ میں واقع ہے۔ آرمینیہ کے سلسلہ کوہ سے دجلہ و فرات بہتے ہوئے جنوب کی طرف آتے ہیں۔ اور خلیج فارس سے کچھ اوپر ہی آپس میں مل کر گر جاتے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ قوم نوحؑ کا وطن دجلہ و فرات ہی کا درمیانی علاقہ تھا۔

بقیہ درخواستہائے دعاء

کچھ لوگ میرے کاروبار کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالے مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھے اور کاروبار کو نقصان نہ ہو۔ از ایم محمد شریف منڈی چڑیانوالہ

میرے بھائی عبدالغفور رنے جو عرصہ سے بیکار تھا اب ایک کام سیکھنا شروع کیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اسے کامیاب عطا فرمائے نیز خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔
علم الدین موضع مداد ضلع نوابشاہ سندھ

خاکسار کی مالی حالت خراب ہونے کے علاوہ اور بھی بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے یہ مشکلات دور فرمائے۔
عطاء الٰہی آف لالہ موسیٰ حال لاہور

برادرم مکرم منشی بہار محمد خانصاحب سنگسازی ضیاء الاسلام پریس ربوہ کی آنکھ کا اپریشن ہو رہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے ان کے اس اپریشن کو کامیاب بنائے اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین
اسسٹنٹ منیجر روزنامہ الفضل

عاجز نے انجمن کی شراکت سے ... کا کام شروع کیا ہے۔ مہربان بزرگ دوست و احباب اس کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔
غلام مصطفےٰ ٹھیکیدار

خدمت خلق

بعض احباب جماعت احمدیہ کے ساتھ اس وجہ سے اختلاف رکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ہمارے خلاف غلط پروپیگنڈا کر کے ان کے دل اور کانوں کو مسموع کیا ہوا ہے۔ ہماری طرف ایسے عقائد منسوب کئے جو ہمیں تسلیم نہیں ایسے حوالے پیش کئے جو ہمارے لٹریچر میں موجود نہیں۔ پس یہ بھی خدمتِ خلق ہے کہ ایسے دوستوں کی غلط فہمیاں دور کی جائیں۔ اس کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ سلسلہ کا لٹریچر انہیں مطالعہ کے لئے دیا جائے تاکہ وہ بچشمِ خود دیکھیں کہ جماعت احمدیہ کے خلاف جو پراپیگنڈا کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے اس میں کہاں تک حقیقت ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

احباب جلد سے جلد تحریک جدید کے وعدے مکمل کر کے مرکز میں بھجوائیں

(۱) جماعت کے محترم امیروں، پریذیڈنٹوں اور مالی سیکرٹریوں نیز خدام الاحمدیہ (جن کے ذمہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر دوم کے وعدے حاصل اور وصول کرنے کا کام سپرد کیا ہے) نیز قائدین۔ زعماء۔ عہدیداران اور ممبروں سے پر زور درخواست ہے کہ وہ مرکز کو نقدوں کی فہرستیں بھجوانے کیلئے نہایت مستعدی توجہ اور کوشش سے ایسا انتظام کریں کہ دفتر اول کے وعدوں کی میزان اڑھائی لاکھ تک اور دفتر دوم کے وعدوں کی میزان چار لاکھ تک پہنچ جائے

(۲) جتنے وعدے روزانہ حاصل ہو سکیں انہیں بصورت قسط ہر تیسرے دن مرکز میں بھجواتے رہیں۔ تا وکالت مال حضرت اقدس کے حضور دعا کی درخواست کے ساتھ جماعتوں کی مساعی باقاعدہ پیش کر سکے۔ یہ نہایت ضروری گذارش ہے۔

(۳) کوئی مرد عورت۔ بچہ جماعت کا ایسا نہ رہ جائے جو تحریک جدید کی قربانیوں میں شمولیت سے محروم رہ جائے۔ نادار اور بے روزگاروں کی طرف سے کم سے کم۔ کم رقم بھی لی جا سکتی ہے۔

(۴) یاد رہے کہ آپ کی قربانیوں سے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کے ویرانے آباد ہوں گے ظلمت کدوں میں آسمانی روشنی کے مینار تعمیر ہوں گے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک جھنڈا ربع مسکون میں ہر جگہ لہرائے گا۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

جماعت احمدیہ کی چھتیسویں مجلس مشاورت

مورخہ ۷-۸-۹-۱۰ اپریل کو بمقام ربوہ منعقد ہو گی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ چھتیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۷-۸-۹-۱۰ شہادت ۱۳۳۴ھ بروز جمعرات جمعہ ہفتہ اور اتوار مطابق ۷ تا ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ ہو گا۔ جماعتہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح)

ضروری تصحیح

کل کے الفضل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو نظم شائع ہوئی ہے۔ اس کا آخری مصرعہ اس طرح ہے۔ احباب تصحیح فرما لیں۔

ورنہ شیطان کی بن آئی تھی یہ تیرا احسان

سندھ چیف کورٹ نے مولوی تمیز الدین خاں کی درخواست کو درست قرار دے دیا

"پانچ مرکزی وزراء کا تقرر خلاف قانون تھا"

کراچی ۹ فروری۔ سندھ چیف کورٹ کے ایک فل بنچ نے آج صبح مولوی تمیز الدین خاں کی اس درخواست کو درست قرار دے دیا، جس میں انہوں نے مجلس دستور ساز توڑنے کے متعلق گورنر جنرل کے ۲۴ اکتوبر والے اعلان کو چیلنج کیا تھا۔ چیف کورٹ نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میجر جنرل اسکندر مرزا مسٹر ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی۔ ڈاکٹر خان صاحب جنرل محمد ایوب خاں اور میر غلام علی خاں تالپور کا مرکزی وزراء کی حیثیت سے تقرر خلاف قانون اور خلاف قاعدہ تھا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں مدعا علیہم کو فیڈرل کورٹ میں اپیل دائر کرنے کے لئے چودہ دن کی مہلت دی ہے۔ علاوہ ازیں عدالت کے فل بنچ نے مولوی تمیز الدین خاں کو ایک حکمنامہ بھی دیا ہے۔ جس میں مدعا علیہم کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ مولوی تمیز الدین خاں کو مجلس دستور ساز کے صدر کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے سے نہ روکیں۔ اسی طرح عدالت نے ایک اور حکمنامہ میں میجر جنرل اسکندر مرزا۔ مسٹر ایم۔ اے۔ ایچ۔ اصفہانی ڈاکٹر خان صاحب جنرل محمد ایوب خاں اور میر غلام علی خاں تالپور کو مرکزی وزراء کی حیثیت سے کام نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ یہ تمام حکمنامے چودہ دن کے بعد جاری کئے جائیں گے۔ عدالت نے ان تمام حکمناموں پر عمل اس لئے ملتوی رکھا ہے۔ تاکہ مدعا علیہم فیڈرل کورٹ میں اپیل دائر کر سکیں۔ نفاذ میں التوا کی درخواست پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل مسٹر فیاض علی کی طرف سے کی گئی تھی۔ فل بنچ کا فیصلہ متفقہ تھا۔ سندھ چیف کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس کانسٹن ٹائن نے آج صبح عدالت میں جو پوری طرح بھری ہوئی تھی، یہ فیصلہ پڑھ کر سنایا۔ فل بنچ چیف جج مسٹر جی۔ بی کانسٹن ٹائن مسٹر جسٹس ویلانی مسٹر جسٹس محمد بچل اور مسٹر جسٹس محمد بخش پر مشتمل تھا۔

قومی اتحاد (بقیہ صہ ۲)

انہوں نے ایسا نہ کیا اور بے ایمانوں کو ہوا دی تو یقین جانئے کہ وہ بحیثیت قوم اپنی آبرو، وقار اور مستقبل کو برباد کر بیٹھیں گے انہیں اپنی تنہائیوں میں بیٹھ کر سوچنا چاہیئے کہ ایک آزاد اور سربلند قوم کی حیثیت میں ان کی ذمہ داریاں کیا اور کس حد تک ہیں؟

قومی اتحاد کی تلقین فی نفسہٖ اس قدر اہم ہے کہ اس کا جتنی بار بھی اعادہ کیا جائے کم ہے۔ اور خصوصیت سے پاکستان میں اس کی ضرورت زیادہ ہے۔ شاید دنیا کے کسی اور ملک میں اس کی اتنی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ یہاں پچھلے چند سالوں میں صوبائی عصبیت اور فرقہ وارانہ منافرت نے کھیل کھیل کر بہت کچھ نقصان پہنچایا ہے۔ اگرچہ حکومت نے ان دونوں امراض کے استیصال کے سلسلے میں کچھ کم اقدامات نہیں کئے ہیں۔ تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حکومت اور قوم کی تھوڑی سی بھی غفلت تخریب پسند عناصر کو پاؤں جمانے اور بے اختیار کرنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ ایسے عناصر سے ہر دم ہوشیار رہنا اور قوم کو ہوشیار کرتے رہنا پاکستان کے ہر بہی خواہ کا اولین فرض ہے۔

پس شہباز نے قومی اتحاد کی اہمیت کو نہایت زوردار الفاظ میں ایک بار پھر واضح کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ جس کے لئے وہ مستحق مبارکباد ہے۔

فضل الحق کی جگہ عطاء الرحمٰن کو لیڈر بنایا جائے گا

ڈھاکہ ۹ فروری۔ مسٹر فضل الحق کے خلاف متحدہ محاذ پارلیمنٹری پارٹی میں ۱۷ فروری کو جو عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جائے گی۔ وہ اب زور پکڑتی جا رہی ہے۔ ۲۱۹ میں سے ۱۱۷ ممبر اس کی تائید میں ہیں۔ عدم اعتماد کے بعد ہی عوامی لیگ کے نائب صدر اور سابق صوبائی وزیر مسٹر عطاء الرحمٰن کا نام متحدہ محاذ پارلیمنٹری پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے پیش کر دیا جائیگا۔

یوپی میں ذبیحہ گاؤ کو قانوناً بند کرنے کا فیصلہ

لکھنؤ ۹ فروری۔ یو۔ پی گورنمنٹ نے ایک مقرر کردہ کمیٹی کی رپورٹ منظور کر لی ہے اس میں یہ سفارش کی گئی ہے۔ کہ تمام صوبے میں ایک قانون وضع کر کے ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ ایک مسودہ قانون زیر ترتیب ہے۔ لیکن یہ ۲۴

۲۴ فروری سے شروع ہونے والے اسمبلی کے بجٹ سیشن میں پیش نہیں کیا جا سکے گا۔